مسئلہ حیات النبی

کے متعلق چار سالہ نزاع کا خاتمہ

از

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری **محمد طیب** رحمہ اللہ المتوفی ۱۴۰۳ھ

دستخط

١. شیخ الحدیث مولانا قاضی نور محمد رحمہ اللہ المتوفی ۱۹۶۲ء
٢. شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ المتوفی ۱۴۰۰ھ
٣. شیخ الحدیث والتفسیر قاضی شمس الدین رحمہ اللہ المتوفی ۱۴۱۰ھ
٤. مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ المتوفی ۱۳۹۱ھ

یہ فیصلہ ماہنامہ تعلیم القرآن 62ء ہفت روزہ خدام الدین 62ء اور خطبات حکیم الاسلام جلد نمبر 7 سے نقل کیا گیا ہے۔ جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو کے اجلاس میں علماء کرام نے اس کی تائید کی

شائع کردہ

ادارہ تحریر جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو، اٹک

فون نمبر 2313181 - 057-2310423

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ کے

فیصلہ کا متن

عامۃ المسلمین کو فتنہ نزاع وجدال سے بچانے کے لیے مناسب ہوگا کہ اگر مسئلہ حیاۃ النبی ﷺ کے سلسلے میں ہر دو فریق کے ذمہ دار حضرات عبارت ذیل پر دستخط فرمائیں یہ (عنوان) مسئلہ کا قدر مشترک ہوگا۔ ضرورت پڑنے پر اس کو عوام کے سامنے پیش کر دیا جائے تفصیلات پر زور نہ دیا جائے۔ عبارت حسب ذیل ہے۔

وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ یعنی (قبر مبارک) میں بتعلق روح حیات حاصل ہے۔ اور اس حیات کی وجہ سے روزہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ ﷺ صلوۃ وسلام سنتے ہیں۔

مسئلہ حیات النبی ﷺ

کے متعلق چارسالہ نزاع کا خاتمہ

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ المتوفی ۱۴۰۳ھ

دستخط

۱ شیخ الحدیث مولانا قاضی نور محمد رحمہ اللہ المتوفی ۱۹۶۲ء

۲ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ المتوفی ۱۴۰۰ھ

۳ شیخ الحدیث والتفسیر قاضی شمس الدین رحمہ اللہ المتوفی ۱۴۱۰ھ

۴ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ المتوفی ۱۳۹۱ھ

یہ فیصلہ ماہنامہ تعلیم القرآن 62ء ہفت روزہ خدام الدین 62ء
اور خطبات حکیم الاسلام جلد نمبر7 سے نقل کیا گیا ہے
جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو کے اجلاس میں علماء کرام نے اس کی تائید کی۔

ادارہ تحریر جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو اٹک

فون نمبر 2310423 - 2313181 - 057

حکیم الاسلام قاری محمد طیب رحمتہ اللہ علیہ کے فیصلہ کی تائید

۶۲ء میں اس مسئلہ کے فریقین نے اس قدر مشترک پر اتفاق فرمایا جس کی تفصیل اس مختصر رسالہ میں نقل کی گئی ہے۔

علماء کرام نے طویل مشاورت کے بعد اس نزاع کی طوالت کو ختم کرنے کیلئے اسی کی تائید میں عافیت اور جماعت دیوبند کے اختلاف سے بچنے کی نجات سمجھی۔

بحث وتمحیص میں علماء کرام جانتے ہیں کہ اب کون ہے جو ثالثی کرے؟ اور کون ہے جو کسی معمولی سے مسئلہ کو بھی حل فرمائے؟

ہم زیر دستخطی سمجھتے ہیں کہ حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب رحمتہ اللہ علیہ نے جو اس مسئلہ میں فیصلہ فرمایا۔ اور جسے اکابر اشاعت التوحید والسنتہ نے بھی قبول فرمایا اسکی تائید وتقلید میں تمام تحقیقات ہم قربان کرتے ہیں۔

آج دنیا میں تمام کفار اتحاد کر رہے۔ یہودیت ونصرانیت کا اتحاد ہو رہا ہے۔ عیسائی فرقے کیتھولک، پروٹیسنٹ آپس میں صلح کر رہے ہیں۔ علماء حق سے بھی التجاء ہے کہ وہ اس فیصلہ کو قبول فرمائیں

العارض۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مولانا عبدالسلام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خادم جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو، اٹک۔

مرتبہ

مولانا عبدالسلام صاحب خادم جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو

نظر ثانی

شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد امتیاز صاحب

تعاون

مولانا قاری چمن محمد صاحب۔ مولانا محمد جان صاحب۔

مولانا محمد رضوان صاحب۔ حافظ محمد طاہر صاحب

حکیم الاسلام قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کے فیصلہ کی تائید

۶۲ء میں اس مسئلہ کے فریقین نے اس قدر مشترک پر اتفاق فرمایا جس کی تفصیل اس مختصر رسالہ میں نقل کی گئی ہے۔

علماء کرام نے طویل مشاورت کے بعد اس نزاع کی طوالت کو ختم کرنے کیلئے اسی کی تائید میں عافیت اور جماعت دیوبند کے اختلاف سے بچنے کی نجات سمجھی۔

بحث وتمحیص میں علماء کرام جانتے ہیں کہ اب کون ہے جو ثالثی کرے؟ اور کون ہے جو کسی معمولی سے مسئلہ کو بھی حل فرمائے؟

ہم زیر دستخطی سمجھتے ہیں کہ حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس مسئلہ میں فیصلہ فرمایا۔ اور جسے اکابر اشاعت التوحید والسنۃ نے بھی قبول فرمایا اسکی تائید وتقلید میں تمام تحقیقات ہم قربان کرتے ہیں۔

آج دنیا میں تمام کفار اتحاد کر رہے۔ یہودیت ونصرانیت کا اتحاد ہو رہا ہے۔ عیسائی فرقے کیتھولک، پروٹیسنٹ آپس میں صلح کر رہے ہیں۔ علماء حق سے بھی التجاء ہے کہ وہ اس فیصلہ کو قبول فرمائیں

العارض۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مولانا عبدالسلام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خادم جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو، اٹک۔

مرتبہ

مولانا عبدالسلام صاحب خادم جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو

نظر ثانی

شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد امتیاز صاحب

تعاون

مولانا قاری چمن محمد صاحب۔ مولانا محمد جان صاحب۔

مولانا محمد رضوان صاحب۔ حافظ محمد طاہر صاحب

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق چار سالہ نزاع کا خاتمہ

فخر الاماثل حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دار العلوم دیو بند

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد۔ برزخ میں انبیاء علیہم السلام کی حیات کا مسئلہ مشہور ومعروف اور جمہور علماء کا اجماعی مسئلہ ہے علماء دیو بند حسبِ عقیدہ اہلسنت والجماعت برزخ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کے اس تفصیل کے قائل ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں حیات جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اور ان کے اجسام کے ساتھ انکی ارواح کا ویسا ہی تعلق قائم ہے جیسا کے دنیاوی زندگی میں قائم تھا وہ عبادت میں مشغول ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں انھیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ قبور مبارکہ پر حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں وغیرہ

علماء دیو بند نے یہ عقیدہ کتاب وسنت سے وراثتاً پایا ہے۔ اور اس بارے میں انکے سوچنے کا طرز بھی متوارث رہا ہے۔ حتیٰ کہ جب بریلوی حلقوں نے ان پر الزام لگایا کے وہ برزخ میں حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں اور اس افتراء سے علماء حرمین شریفین کو ان سے بدظن بنا کر اور دھوکا دے کر انکے خلاف فتویٰ بھی حاصل کرلیا گیا لیکن جب علماء حرمین پر اس دھوکا دہی کی حقیقت کھلی اور انھوں نے اس قسم کے تمام مسائل کے بارے میں از خود ایک مفصل استفتاء مرتب کر کے علماء دیو بند سے جواب مانگا جس میں حیاۃ انبیاء علیہم السلام کا سوال بھی شامل تھا تو حضرت اقدس مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوریؒ نے ایک مفصل جوابی فتویٰ بنام المھند علی المفند مرتب فرما کر علماء حرمین

کے پاس ارسال فرمایا جس سے مسئلہ حیاۃ النبی ﷺ، حیاۃ انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں علماء دیوبند کا نقطہ نظر غیر مشتبہ اور واضح الفاظ میں تحریر فرمایا۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اور برزخ میں ان کی یہ حیات حیاۃ دینوی ہے نیز اسی ذیل میں اس نقطہ نظر کو مزید واضح اور مضبوط کرنے کے لیے انھوں نے بانیِ دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے رسالہ آب حیات کا بھی حوالہ دیا ہے جو اس موضوع پر ایک مستقل اور پُر از حقائق کتاب ہے۔ جس کا مقصد اس مسئلہ کی ایک مستحکم تائید کے علاوہ یہ بھی تھا کہ علماء دیوبند (عقیدہ حیاۃ النبی ﷺ) انہیں ان کے اسلاف سے بطور توارث کے ملا ہے۔ کوئی انفرادی رائے یا وقتی ہنگامی فتویٰ نہیں ہے جو حوادث کے پیش آنے سے اتفاقاً سامنے آگیا ہے۔ پھر اس مسئلے اور اس کے بارے میں حضرت نانونویؒ کے رسالے کے حوالہ کی تائید میں اس وقت کے تمام اکابر علماء دیوبند کے توثیقی دستخط بھی اس میں ثبت کرائے جس سے یہ واضح کرنا مقصود تھا کہ مسئلہ حیاۃ کے بارے میں یہ مذکور عقیدہ صرف انکے سلاف ہی کا نہیں بلکہ خلف بھی اس کے قائل ہیں جس طرح سلف قائل تھے اور اسی طرح یہ مسئلہ (اثبات حیاۃ النبی ﷺ) بطرز مذکور سلف سے لے کر خلف تک یکسائی کیساتھ مسلمہ اور متفق علیہ رہا ہے اور تمام علماء دیوبند کا یہ اجماعی مسلک ہے جس سے کوئی فرد منحرف نہیں ہے بحث واتفاق سے وقت کے بعض فضلاء دیوبند نے اس مسئلے کی تفصیلات میں کچھ اختلاف فرمایا جس کا ظہور تین چار سال سے ہوا نفس اختلاف رائے مضر نہ ہوتا لیکن سوئے اتفاق سے یہ اختلاف اسٹیج پر آگیا۔ اور اس میں ردوقدح کی صورتیں پیدا ہونے لگیں عوام کو بھی اس سے دلچسپی پیدا ہوگئی اور آخر کار اس مسئلے کی

بحث علماء کی بحث سے گزر کر عوام میں انکے رنگ سے پھیل گئی جس سے قدرتاً اس اختلاف نے نزاع وجدال کی باہمی صورت اختیار کر لی گروہ بندی شروع ہوگئی اور یہ بحث آخر کار ایک جماعتی فتنہ کی صورت میں آ گئی جس سے مسئلہ تو ایک طرف رہ گیا اور فساد آ گیا اور خود جماعت دیو بند نے تفریق تفرق اور تخریب کے آثار نمایاں ہونے لگے جانبین سے رسالے لکھے گئے اخباری بحثیں چھڑ گئیں جس سے جماعت کی اجتماعی قوت کو نقصان پہنچا یہ صورت حال دیکھ کر اور اخبارات ورسائل سے ان مناقشات کی خبریں معلوم کر کے دل زخمی ہوتا رہا۔ اور جوں جوں یہ فتنہ بڑھتا گیا دوں دوں دل کا غم بھی ترقی کرتا گیا۔ دلی آرزو تھی کہ کسی طرح فتنہ وجدال کی یہ صورت ختم ہو جائے حسن اتفاق سے ۲۶ اپریل ۱۹۶۴ کو احقر کو پاکستان حاضر ہونے کا اتفاق ہوا اور اس ماہ میں زمانہ قیام لاہور جناب مولانا غلام اللہ خان صاحب اور محترم مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری احقر سے ملاقات کے لیے قیام گاہ پر تشریف لائے دوران ملاقات احقر نے اس نزاع وجدال کا شکوہ کرتے ہوئے اس صورت حال کے مضر اثرات کی طرف توجہ دلائی اور عرض کیا کہ یہ صورت بہر کیف ختم ہونی چاہیے۔

جبکہ یہ مسئلہ کوئی اساسی مسئلہ نہیں ہے کہ اسے ایک مستقل موضوع کی حیثیت سے اسٹیج پر لایا جائے اور اس کی وجہ سے تفریق وتخریب کے ان مضر اثرات کو نظر انداز کیا جاتا رہے کیا ہی اچھا ہو کہ یہ مسئلہ یا تو سٹیج پر آئے ہی نہیں اور اگر آ بھی جائے تو اس کا عنوان نزاعی نہ رہے۔

اس پر دونوں بزرگوں نے نہایت مخلصانہ اور درد انگیز لہجہ میں کہا کہ ہم خود بھی اس صورت حال سے دل گرفتہ ہیں اور دل تنگی محسوس کرتے ہیں۔ کاش

آپ (احقر) ہی درمیان میں پڑ کر اس نزاع کو ختم کرادیں اور ہم سمجھتے ہیں آپ کے سوا یہ قصہ کسی دوسرے کہ بس کی بات نہیں ۔اس بارے میں آپکی تحریرات نہایت معقول انداز سے سامنے آئی ہیں جنکو دونوں فریقوں نے احترام کی نگاہ سے دیکھا ہے ۔اب بھی اس بارے میں آپ کی مساعی احترام وقبول کی نگاہ سے دیکھی جائے گی ۔احقر کوان مخلصانہ جملوں سے نزاع کے ختم ہونے کی کافی توقع پیدا ہوگئی اور ارادہ کرلیا کہ فریقین کے ذمہ دار حضرات سے مل کر کوئی مفاہمت کی صورت پیدا کی جائے ۔ چنانچہ جواب میں یہی عرض کیا گیا کہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب دام مجدہ شیخ الحدیث مدرسہ خیر المدارس ملتان سے مل کر اس سلسلہ میں کوئی رائے قائم کروں گا۔ کراچی پہنچ کر احقر نے اس سلسلہ میں مولانا غلام اللہ خان صاحب سے مراسلت شروع کی تاکہ معاملہ کے ابتدائی مبادی طے ہوسکیں ۔ ظاہر ہے کسی دینی مسئلے میں مفاہمت کے معنی خلاف دیانت رائے تبدیل کر دینے یا مسئلے کو کم وبیش کر کے کسی اجتماعی نقطے پر آجانے کے تو ہی نہیں ہوسکتے ۔اسلیے طریق مفاہمت اور فریقین کے درمیان نقطہ اجتماع ذہن میں یہ آیا کہ اولاً یہ مسئلہ عوام میں لایا ہی نہ جائے اور اگر بیان مسئلہ کی نوبت آئے تو اس کا قدر مشترک کر کے اس کی تفصیلات اور اخلاقی خصوصیات پر زور نہ دیا جائے ۔ بلکہ عوام کوان کی گہری خصوصیات میں پڑھنے سے روکا جائے ۔تو کم از کم عوام میں یہ نزاعی کیفیات ختم ہوجائیں گی ۔ جو مضر اثرات پیدا کرتی ہیں ۔ پھر اگر علما کی حد تک تفصیلات میں اختلافات باقی بھی رہ جائے جس کا عوام میں کوئی تعلق نہ رکھتا ہو تو گروپ بندی کے مضر اثرات ختم ہوجائیں گے ۔ جو فتنہ کی وجہ بنے ہوئے ہیں اس لیے احقر نے قدر مشترک کا ایک عنوان تجویز کر کے مولانا ممدوح

کو لکھا کہ وہ اس بارے میں اپنی رائے ظاہر فرمائیں تا کہ دوسرے حضرات کی رائے بھی حاصل کی جا سکے۔ اس عریضہ کا جواب جیسا کہ ملتان پہنچ کر مدرسہ خیر المدارس میں ملا جس میں مولانا غلام اللہ خان صاحب احقر کے عنوان کو رد کیے بغیر خود بھی ایک عنوان لکھ کر بھیجا اس پر حضرت مولانا خیر محمد صاحب، مولانا محمد علی صاحب جالندھری اور دوسرے معتمد علماء جمع تھے۔ جن کے سامنے احقر نے اپنا منصوبہ اور یہ دو عنوان رکھ کر گفتگو کی۔ طے یہ پایا کہ قیام ملتان کی قلیل مدت اس مسئلے کے لیے کافی نہیں ہے۔ اور بعض ضروری افراد موجود نہیں اس لیے اس مسئلے پر قیام جہلم میں مجلس رکھی جائے اور وہاں ایک مستقل دن اس کام کے لیے فارغ رکھا جائے اور ساتھ ہی احقر نے ملتان ہی سے اپنی تقریروں میں اس منصوبے کے لیے فضا ہموار کرنی شروع کر دی۔ ملتان، جہلم، سرگودھا اور راولپنڈی میں خصوصیت کے ساتھ اس بارے میں اصلاحی عنوانات اختیار کیے گئے احقر نے اس سلسلے میں حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدظلہ، حضرت مولانا محمد شفیع صاحب سرگودھی اور مولانا محمد علی صاحب جالندھری سے جہلم تشریف لے چلنے کے لیے عرض کیا جس کو ان حضرات نے بخوشی دلی منظور فرمالیا۔ مقررہ تاریخ پر یہ سب حضرات جہلم میں جمع ہو گئے اور مسئلہ حیاۃ النبی ﷺ کا قدر مشترک زیرِ غور آیا۔ طے پایا کہ قدر مشترک کم از کم اتنی تفصیل ضرور لیے ہونا چاہیے جس سے مسئلہ کے تمام گوشوں پر روشنی پڑ سکے۔ عوام بطور عقیدہ کے اسے سمجھ سکیں۔ چنانچہ گفتگو کے بعد ایک جامع تعبیر احقر نے قلم بند کی۔ اور ارادہ کیا کہ راولپنڈی میں ان حضرات ممدوحین کی موجودگی میں دوسری جانب کے ذمہ دار

حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب ، حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحب ، حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب اور حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری کو جمع کر کے اس منصوبہ اور مجوزہ عنوان پر گفتگو کی جائے اور اس مسئلے کا آخری طور پر فیصلہ کر دیا جائے۔

چنانچہ 22 جون 1962 یوم جمعہ دونوں جانب کے یہ سب بزرگ احقر کی قیام گاہ (مدرسہ حنفیہ عثمانیہ) میں جمع ہو گئے۔

اس مجلس میں آ کر اس معاملے کی اول سے آخر تک ساری روداد بیان کر کے مسئلہ کا وہ منقح قدر مشترک دونوں جانب کے ان ذمہ دار حضرات کے سامنے رکھا۔ گفتگو نہایت مخلصانہ اور دوستانہ ماحول میں ہوئی اور ختم مجلس تک الحمد للہ یہی ماحول قائم رہا نہ اس میں ہار کے جذبات تھے نہ غلبہ و مغلوبیت کے تصورات تھے بلکہ مسئلہ کو سلجھانے اور نمٹانے کے جذبات نمایاں تھے اور آخر نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں حلقوں نے احقر کی پیش کردہ قدر مشترک کے عنوان کو قبول کر لیا اور اس قدر مشترک کی تحریری یادداشت پر جو احقر نے اپنے دستخط سے پیش کی فریقین نے دستخط فرما دیئے۔ اس یادداشت کا متن بلفظہٖ حسبِ ذیل ہے۔

عامتہ المسلمین کو فتنہ نزاع وجدال سے بچانے کے لیے مناسب ہوگا کہ اگر مسئلہ حیاۃ النبی ﷺ کے سلسلے میں ہر دو فریق کے ذمہ دار حضرات عبارت ذیل پر دستخط فرمائیں یہ (عنوان) مسئلہ کا قدر مشترک ہوگا۔

ضرورت پڑنے پر اس کو عوام کے سامنے پیش کر دیا جائے تفصیلات پر زور نہ دیا

جائے۔عبارت حسبِ ذیل ہے۔

وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو برزخ میں یعنی (قبر مبارک) بتعلق روح حیات حاصل ہے۔اور اس حیات کی وجہ سے روزہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ وسلام سنتے ہیں۔

اس عبارت کی کافی تفصیل چونکہ قاضی شمس الدین صاحب (برادر خورد مولانا حضرت قاضی نور محمد صاحب) اپنے مکتوب میں لکھ کر مولانا محمد علی صاحب جالندھری کے پاس بھیج چکے تھے اس لیے یہ عبارت ان کی مسلمہ ہے۔ بنا بریں اس عبارت پر ان کے دستخط کرانے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی عبارت بالا کو ان کا مسلمہ سمجھا جائے چونکہ اس موقع پر سید عنایت اللہ شاہ صاحب بوجہ علالت راولپنڈی تشریف نہ لا سکے اس لیے احقر کے عرض کرنے پر اور مسودہ پیش کرنے پر مولانا قاضی نور محمد صاحب اور مولانا غلام اللہ خان صاحب نے ان کے بارے میں حسب ذیل تحریر دستخط کر کے بندہ کو عنایت فرمائی جس کا متن بلفظہ حسب ذیل ہے۔

ہم (مولانا نور محمد صاحب اور مولانا غلام اللہ خان صاحب) اس کی پوری کوشش کریں گے کہ سید عنایت اللہ شاہ صاحب سے بھی اس تحریر (مندجہ بالا) پر دستخط کرائیں۔جس پر ہم نے دستخط کیے ہیں اگر ممدوح اس پر دستخط نہ کریں گے تو ہم مسئلہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس تحریر کی حد تک ان سے برأت کا اعلان کریں گے۔نیز اپنے جلسوں میں ان سے مسئلہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریر نہ کرائیں گے اور اگر اس مسئلہ میں کوئی مناظرہ وغیرہ کریں گے تو ہم اس بارے میں ان کو مدد نہ دیں گے اس تحریر پر ہر دو دستخط

کنندہ بزرگوں کی حق پرستی اور حق گوئی ظاہر ہوتی ہے۔ باوجود یہ کہ سید عنایت اللہ شاہ صاحب سے ان بزرگوں کے قوی ترین اور مخلصانہ روابط ہیں۔ مگر اس بارے میں انہوں نے کسی روز رعایت سے کام نہیں لیا جس سے انصاف پسندی اور دین کے بارے میں بے لوثی نمایاں ہے تاہم سید ممدوح صاحب کے بارے میں مجھے اپنی معلومات کی حدتک یہ عرض کرنے میں کوئی جھجھک محسوس نہیں ہوتی کہ وہ برزخ میں حیات جسمانی کے کلیۃً منکر نہیں ہیں۔ صرف اسکی کیفیت میں کلام کرتے ہیں ایسے ہی وہ حاضرین قبر شریف کے درود وسلام کے سننے کا بھی علی الاطلاق انکار نہیں کرتے۔ بلکہ اس کے دوام اور ہمہ وقتی ہونے کے قائل نہیں۔ ان کا یہ نا تمام انکار چونکہ ان کی مفہومہ حجت سے ہے اس لیے انھیں اس بارے میں منکر نہیں کہا جائے گا بلکہ مئول سمجھا جائے گا اور اگر ان کی یہ تحویل بمقابلہ جمہور اس نا چیز اور دو دستخط کنندہ بزرگانِ ممدوحین کے نزدیک قابلِ تسلیم نہیں مگر مذکورہ صورتِ حال کے ہوتے ہوئے جبکہ ان کا یہ اختلاف حجت سے ہے ان پر زبان طعن وملامت کھولنا یا تشنیع کرنا کسی طرح قرینِ انصاف وصواب نہیں بالخصوص جبکہ وہ دوسرے مسائل میں باحثیت مجموعی اہلِ سنت و الجماعت کے حامی اور خادم بھی ہیں۔ اس لیے ان کو ان کے حال پر چھوڑ کر سکوت اختیار کر لینا ہی قرین مصلحت اور جانبین کے لیے مفید ثابت ہوگا۔ ساتھ ہی مجھے اپنے محترم سید صاحب ممدوح سے بھی پوری توقع ہے اور امید رکھنی چاہیے کہ وہ مسئلہ

حیات کی ان تفصیلات میں جمہور اہلِ سنت والجماعت کے مسلک کا احترام قائم رکھنے کے لیے اپنے کسی مخصوص مفہومہ کو خواہ وہ ان کی دانست میں مفہومِ اہل سنت والجماعت ہی ہو مگر جمہور علماء کے نزدیک وہ ان کا خصوصی مفہوم شمار کیا جارہا ہے اور وہ خواہ کتنی ہی دیانت پر مبنی ہو ضروری الاشاعت نہ سمجھتے ہوئے سکوت کو کلام پر ترجیح دیں گے۔

مسئلہ کوئی اساسی یا بنیادی عقائد کا نہیں ہے۔

کہ اس میں روا رکھا جائے۔ اس طرح عام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ مسائل اور ان میں علماء کے جزوی اختلافات کو مناقشات اور جدال ونزاع کا ذریعہ نہ بنائیں اس قسم کے اختلافات امت کے لیے آسانیوں کا ذریعہ بنائے گئے ہیں نہ کہ نزاع اور مناقشات کا اس لیے عملاً واعتقاداً جمہور سلف وخلف کا دامن تھام کر دوسری جانبوں سے مصالحت اختیار کریں۔

آج امت کے بہت سے اہم اور بنیادی مسائل ہیں جو ان کی ہیئت اجتماعی کے متقاضی ہیں اور یہ جب ہی برقرار رہ سکتی ہے کہ اسے اس قسم کے فروعی اختلاف میں بصورتِ گروہ بندی میں ضائع نہ کیا جائے۔

آخر میں دونوں جانب کے بزرگوں اور بالخصوص فریقین کے نامور اکابرین کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اس ناچیز کی گزارشات کو پوری طرح اور التفات خاطر اور سمع قبول کے ساتھ سنا اور ملت کو بہت سے مفاسد اور مہالک سے بچالیا۔ فجزاھم اللہ عنی جمیع المسلمین خیر الجزاء۔

اس نئی اصلاحی صورت کا سب سے زیادہ شاندار مظاہرہ راولپنڈی کے اس عظیم الشان جلسہ عام میں ہوا۔ جو احقر کی تقریر کے سلسلہ میں مدرسہ حنفیہ عثمانیہ کے زیر اہتمام ایک میدان میں زیرِ صدارت حضرت مولانا خیر محمد صاحب شیخ الحدیث مدرسہ خیر المدارس ملتان میں منعقد کیا گیا تھا۔ احقر کو منظوم سپاس نامہ دینے کا آغاز ہوا اور احقر کی تقریر شروع ہوئی۔ جو تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔ تقریر کے آخر میں احقر نے عوام کو مخاطب کرتے ہوئے اس نزاع کے ختم ہونے کی بشارت تفصیل سے سنائی جس سے عوام میں خوشی کی ایک بے پناہ لہر دوڑ گئی۔ اور ان ہزار انسانوں کے ہجوم نے تہاشا تبریک و تمنیت کے نعرے لگانے شروع کر دیئے جس سے فضا گونج اٹھی۔ ختم تقریر پر ایک طرف مولانا غلام اللہ خان صاحب اور دوسری طرف مولانا محمد علی صاحب جالندھری نے تقریروں سے اپنے بیان کی توثیق کی۔ اور نہایت فراخ دلانہ اور مخلصانہ لب ولہجہ سے فرمایا کہ ہم نے مہتمم دارالعلوم کے درمیان پڑ جانے سے اس مسئلہ کی نزاعی صورتحال کو ختم کر دیا ہے۔ اور جو چیز ہمیں ناممکل نظر آرہی تھی وہ اس شخصیت (احقر ناکارہ) کے درمیان آجانے سے نہ صرف ممکن ہی بن گئی بلکہ واقع ہو کر سامنے بھی آگئی۔ اور ہم کھلے دل سے اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ اس مہم کو مہتمم دارالعلوم ہی کی شخصیت انجام دے سکتی تھی۔ جس سے ایک طرف دارالعلوم دیوبند جیسے علمی و مذہبی مرکز کی سربراہی کی نسبت موجود ہے جو ہم سب کا مرکز قلوب ہے۔ اور دوسری طرف بانی دارالعلوم حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کی وہ قاسمی نسبت موجود ہے۔ جو پوری قاسمی برادری

کو اس پر متحد کیے ہوئے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کے اس کے سوا دوسرے سے یہ مہم انجام نہیں پا سکتی تھی۔

بہر حال ہم نے اس نزاع کو ختم کر دیا ہے اور ہم اس بارے میں عوام کو مطمئن کرنا چاہتے ہیں

ان دو تقریروں کے بعد یہ ہزاروں آدمیوں کا عظیم اجتماع جذبات مسرت سے ابل پڑا اور اس نے مہتمم دارالعلوم زندہ باد، دارالعلوم دیوبند زندہ باد، علماء دیوبند زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ کئی منٹ تک فضا نعروں سے گونجتی رہی۔ اور مجمع میں جذبات مسرت کی ایک عجیب حرکت تھی۔ جس سے مجمع متموج دریا کی طرح متحرک نظر آ رہا تھا۔ اور نعروں میں تقریریں بند ہو گئیں۔ بالآخر جلسہ شاندار کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ اور جو تحریک احقر کے قلم سے کراچی سے شروع ہوئی تھی وہ ملتان، سرگودھا اور جہلم میں اپنے مراحل سے گزرتی ہوئی راولپنڈی میں اختتام تک پہنچی۔

خدائے بزرگ و برتر کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ چار سال کی مکدر فضا صاف ہوئی۔ اور اس کے المناک آثار رو بہ زوال نظر آنے لگے۔

والحمد للہ اولا واخرا

حق تعالیٰ اس یگانگت کو پائدار اور برقرار رکھے۔ اور مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ دین اور ملت کے کاموں کو جزئیات فرعیہ کے مقابلے میں اہم سمجھتے ہوئے اپنی جماعتی قوتوں کو ان پر لگائیں۔

کاروائی اجلاس بتاریخ ۱۱ربیع الاول ۱۴۲۶ بمطابق ۲۱اپریل ۲۰۰۵ء

زیر سرپرستی:۔شیخ الحدیث قاری سعید الرحمٰن صاحب زیر صدارت: شیخ الحدیث مولانا محمد امتیاز صاحب

زیر دستخطی:۔شرکا اجلاس علمائے کرام بعض نے بعد میں دستخط فرمائے۔

فیصلہ ہوا کہ حیات النبی ﷺ کے مسئلہ میں نزاع کا جو فیصلہ 1962ء میں حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے فرمایا اور اس پر شیخ الحدیث والتفسیر مولانا قاضی نور محمد صاحبؒ (المتوفی 1962) شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ (۱۴۰۰) شیخ الحدیث والتفسیر قاضی شمس الدینؒ (۱۴۱۰) مجاھد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ (۱۳۹۱) نے دستخط فرمائے۔ یہ فیصلہ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی 1962ء ہفت روزہ خدام الدین 1962ء میں شائع ہوا اور خطبات حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ جلد ۷ میں چھپا ہوا ہے۔ تمام علمائے کرام نے فیصلہ کیا کہ ہم اس نزاع میں اس فیصلہ کی تائید کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں اور یہی فیصلہ ہماری اشاعت التوحید والسنۃ کا ہے۔

عبد السلام

خادم جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو

شرکاء اجلاس، تائید بابت فیصلہ حکیم الاسلام قاری محمد طیب رحمہ اللہ

۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۱ اپریل ۲۰۰۵ء،

• جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو۔

(۱) شیخ الحدیث مولانا عبدالغنی صاحب دامت فیوضہم جلالیہ

(۲) استاذ العلماء، استاذ المکرّم حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب عفی عنہ شاہ ڈھیر

(۳) شیخ الحدیث مولانا ظہور الحق صاحب مدظلہ العالی دامان

(۴) حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ کشمیری روڈ صدر راولپنڈی

(۵) حضرت مولانا محمد امتیاز خان صاحب مدظلہ شیخ الحدیث لالہ رخ واہ کینٹ

(۶) حضرت مولانا رشید احمد صاحب مدظلہ شیخ الحدیث مہتمم جامعہ تعلیم الاسلام کاملپور موسیٰ ضلع اٹک

(۷) استاذ العلماء حضرت مولانا اظہار الحق صاحب مدظلہ جلالیہ

(۸) مولانا سیف الرحمٰن صاحب مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ تعلیم الاسلام کاملپور موسیٰ ضلع اٹک

(۹) یادگار اسلاف مولانا غلام یحییٰ صاحب مدظلہ نرتوپہ

(۱۰) مولانا فضل واحد صاحب مدظلہ شیخ الحدیث مہتمم دار العلوم تعلیم القرآن ویسہ ضلع اٹک

(۱۱) استاذ العلماء مولانا محمد یوسف شاہ صاحب مدظلہ مدرسہ فیض القرآن ہارون

(۱۲) مولانا حافظ غلام سرور صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن غورغشتی

(۱۳) استاذ العلماء مولانا عبدالمتین صاحب مدظلہ مہتمم مدرسہ جابر بن عبداللہؓ نرتوپہ واستاذ حدیث

(۱۴) مولانا صاحبزادہ محمد ابراہیم صاحب مدظلہ مدرسہ نصیریہ غورغشتی

(۱۵) حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب مدظلہ استاذ حدیث جامعہ تعلیم الاسلام کاملپور موسیٰ اٹک

(۱۶) مولانا محمود الحسن توحیدی صاحب جامعہ توحیدیہ نرتوپہ

(۱۷) حضرت مولانا ابوالکلام صاحب مدظلہ خطیب مسجد حنفیہ جدید قبرستان ڈھوک الٰہی بخش راولپنڈی

(۱۸) قاری محمد اسماعیل رشیدی صاحب کاملپوری خطیب مرکزی جامع مسجد برمنگھم انسپکٹر اسلامی مدارس برطانیہ

(۱۹) مولانا عبداللہ صاحب استاذ حدیث جامعہ تعلیم الاسلام کاملپور موسیٰ ضلع اٹک

نام	منصب
(۲۰) مولانا عبدالخالق صاحب	مہتمم جامعہ قاسمیہ انوار القرآن نرتوپہ
(۲۱) مولانا مفتی محمود الحسن صاحب	مہتمم اظہار العلوم جلالیہ ضلع اٹک
(۲۲) مولانا ظہور الحق صاحب	مہتمم دار العلوم معارف القرآن حسن ابدال
(۲۳) قاری عبدالرحیم صاحب	مہتمم واستاذ القراء تعلیم القرآن فتح جھنگ
(۲۴) حضرت مولانا شمس العارفین صاحب	تلمیذ شیخ القرآن غور غشتی مقیم انگلینڈ
(۲۵) مولانا قاری چمن محمد صاحب	استاذ حدیث جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو
(۲۶) مولانا محمد جان صاحب	----------
(۲۷) مولانا محمد نعیم صاحب	مدرس ----------
(۲۸) مولانا فتح محمد صاحب	مدرستہ البنات اٹک
(۲۹) مولانا عبدالرؤف صدیقی صاحب	مہتمم مدرستہ اللبنات الکوثر مسجد F،3 واہ کینٹ
(۳۰) مولانا محمد شعیب صاحب	خطیب غازی
(۳۱) مولانا نعیم معاویہ صاحب	مدرس جامعہ قاسمیہ انور القرآن نرتوپہ
(۳۲) مولانا فضل داد صاحب	مدرس جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو
(۳۳) مولانا قاری فتح محمد صاحب	مدرس جامعہ صدیقیہ واہ کینٹ
(۳۴) مولانا محمد انعام صاحب	مدرس جامعہ تعلیم الاسلام کاملپور موسی اٹک
(۳۵) مولانا علی اکبر صاحب	مدرس اشاعت القرآن گاؤں ساماں اٹک
(۳۶) مولانا شوکت صاحب	مدرس جامع مسجد کالوکلاں
(۳۷) مولانا حفیظ احمد صاحب	مدرس جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو
(۳۸) مولانا عمر فاروق خٹک صاحب	″ ″ ″
(۳۹) مولانا محمد بنیامین صاحب	″ ″ ″
(۴۰) مولانا رضوان احمد صاحب	″ ″ ″

(۴۱) مولانا قمر الاسلام صاحب

(۴۲) مولانا قاری نصیر احمد صاحب

(۴۳) مولانا محمد عزیر صاحب

(۴۴) مولانا محمد اسماعیل صاحب — مدرس مسجد سیدنا امیر معاویہؓ پیر داد

(۴۵) مولانا محمد جمیل الرحمٰن صاحب — خطیب مسجد شیر بہادر ڈاکٹر والی حضرو

(۴۶) مولانا محمد زبیر صاحب — خطیب مسجد امیر حمزہؓ حضرو

(۴۷) مولانا ضیاء الحق صاحب — خطیب مکی مسجد ۲۲ ایریا واہ کینٹ

(۴۸) مولانا محمد یعقوب خان صاحب — مدرس جامعہ عثمانیہ خگوانی ضلع اٹک

(۴۹) مولانا ابرار صاحب مدرس جامعہ — تعلیم الاسلام کاملپور موسیٰ ضلع اٹک

(۵۰) قاری محمد ریاض صاحب — مہتمم جامعہ عثمانیہ حفظ القرآن کامل پور موسیٰ

(۵۱) مولوی حامد علی رحمانی صاحب — خطیب بلال مسجد پٹھان کالونی حضرو

(۵۲) قاری مولانا اظہار الحق صاحب — صدر مدرس درجہ کتب تحفیظ القرآن ملہو

(۵۳) مولانا حافظ غلام مرتضیٰ صاحب — مدرس تحفیظ القرآن ملہو

(۵۴) مولانا حافظ عبد الرحمٰن صاحب — خطیب مسجد عثمان غنیؓ زرتوپہ

(۵۵) مولانا قاری ساجد محمود صاحب — مدرس جامعہ جواھر العلوم برہ زئی

(۵۶) مولانا قاری محمد اکرم صاحب — مدرس جامعہ جابر بن عبد اللہؓ زرتوپہ

(۵۷) مولانا قاری محمد الیاس صاحب — مدرس جامعہ قاسمیہ انوار القرآن زرتوپہ

(۵۸) مولانا محمد زبیر صاحب — 〃 〃 〃

(۵۹) مولانا سلطان احمد صاحب — 〃 〃 〃

(۶۰) مولانا محمد صدیق صاحب — 〃 〃

(۶۱) مولانا قاری نظام الدین صاحب — 〃 〃

(۶۲) مولانا محمد طاہر صاحب

(۶۳) مولانا عبید الرحمٰن صاحب

(۶۴) مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب — مدرس مدرسہ رشیدیہ تعلیم القرآن ملک مالا

(۶۵) مولانا حاجی داؤد خان صاحب — 〃 〃 〃 〃

(۶۶) مولانا محمد ادریس صاحب — 〃 〃 〃 〃

(۶۷) حافظ محمد ادریس بن شیخ الحدیث مولانا عبدالقدیرؒ — مدرس مدرسہ قدیریہ مؤمن پور

(۶۸) مولانا محمد نثار صاحب — مدرس مدرسہ معارف القرآن حسن ابدال

(۶۹) مولانا دوست محمد صاحب — مدرس مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ بہبودی

(۷۰) قاری محمد عثمان صاحب — خطیب جامع مسجد بہبودی

(۷۱) مولانا قاری محمد ابراہیم صاحب — خطیب واہ کینٹ

(۷۲) مولانا قاری عمر فاروق صاحب — مدرس جامعہ اسلامیہ جواہر العلوم برہ زئی

(۷۳) قاری محمد فریدون صاحب — خطیب جامع مسجد امیر معاویہؓ حمید

(۷۴) مولانا عبدالغفور صاحب — خطیب جامع مسجد قلندر آباد ایبٹ آباد

(۷۵) مولانا عبدالصبور صاحب — خطیب مرکزی جامع مسجد قلندر آباد ایبٹ آباد

(۷۶) مولانا عبدالقدوس صاحب — مدرس شہباز گڑھ

(۷۷) سفیر اسلام علامہ سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب مدظلہ اور ان کے درج ذیل تائیدی کلمات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد، ہمارے اسلاف رحمہم اللہ کا فکر ہمارا بہترین رہنما ہے اور ان مخلصین پر اعتماد ہماری خوش بختی کی اساس ہے زیر نظر مسئلہ میں مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے مسئول انکے ساتھ پاکستان کے معتمد اکابرین کے فیصلہ کے سامنے کسی قسم کی لب کشائی نہیں ہونی چاہیے حالات کا جبر ہمیں ان سنگین حالات کی طرف متوجہ کرتا ہے جو اس وقت امت مسلمہ کو درپیش ہیں، اللہ

ہمیں عصر حاضر کے فتنوں سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

(۷۸) حافظ محمد صدیق صاحب — خادم جامعہ تعلیم القرآن مدنی مسجد واہ کینٹ و ناظم اعلیٰ جامعہ اشاعت الاسلام اٹک

(۷۹) مولانا حافظ محمد زاہد صاحب — خطیب جامع مسجد بہبودی

(۸۰) حافظ محمد عبداللہ صاحب — خطیب جامع مسجد حمید

(۸۱) قاری محمد ریاض شاہ — مدرسہ صدیقیہ عدلزئی

(۸۲) حافظ محمد نعمان صاحب — محلّہ عظیم خان حضرو ضلع اٹک

(۸۳) مولوی محمد زمان صاحب — فاضل وفاق المدارس و اشاعت القرآن غور غشتی مقیم انگلینڈ

(۸۴) مولانا عبدالقیوم قریشی صاحب — سابق خطیب جامع مسجد اٹک مدیر ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؒ

قائم شدہ۔ ## حضراتِ اساتذہ کرام تا موقوف علیہ ۱۳۹۱ھ ۱۹۷۱ء

۰۰۰ جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو ۰۰

۱۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالقدیرؒ مؤمن پور۔ ھدایہ اول، دوم، سوم، بیضاوی، مشکوٰۃ، نخبۃ الفکر

۲۔ حضرت مولانا عبدالرؤف مدظلہ شاھڈھیر۔ جلالین شریف، متنبی

۳۔ حضرت مولانا غلام ربانیؒ ہزاروی المتوفی ۱۴۱۰ھ۔ تلمیذ حدیث شیخ المحدثین مولانا عبدالرحمٰن کیمبلپوریؒ

فصول اکبری، کافیہ، شرح جامی، عبدالغفور، متن متین، تقریر صغریٰ، ایساغوجی، مرقات

شرح تہذیب، قطبی، میر قطبی، سلم العلوم، ملاحسن، میر زاھد، ملا جلال، ھدایہ رابع، سبعہ معلقات

توضیح تلویح، مسلم الثبوت، شرح عقائد، خیالی، میبذی، رسالہ قطبیہ، مصدرا، سراجی، حماسہ

۴۔ حضرت مولانا عبدالغنیؒ سواتی المتوفی ۱۴۰۲ھ۔ قانونچہ صرف، دستور المبتدی، نظم مأۃ عامل

شرح مأۃ عامل، عبدالرسول، ھدایۃ النحو، الفیہ، خلاصہ، نور الایضاح، مختصر القدوری،

کنز الدقائق، ضابطہ میراث، سراجی،

۵۔ حضرت مولانا محمد طیّبؒ صاحب سے ایک سال کافیہ و جامی مدرسہ احمد المدارس سری پور میں،

۶۔ حضرت مولانا محمد دینؒ صاحب المتوفی ۱۳۸۶ھ المعروف بابا بدھو والے سے

قاضی حمد اللہ، شمس بازغہ،

شیخ الحدیث مولانا محمد صابرؒ نے ایک "نصرۃ العلوم گوجرانوالہ" میں شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم صاحب مدظلہ

سے قطبی، میر قطبی، مختصر المعانی، مقامات حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی مدظلہ۔ ترجمہ

۱۰ پارے شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب مدظلہ سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حیات فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلقاً انکار کرنے والوں کی خدمت میں اکابر کی چند عبارات وبطور مئودبانہ گزارش

ہم نے قاری محمد طیبؒ صاحب کے فیصلہ کو تسلیم کیا ہے لیکن جو حضرات حیات فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلقاانکار

فرماتے ہیں ان سے گذارش

مفتی مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی مُفتی اول دیوبند۔ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔وباللہ التوفیق۔سب ہی مرنے والے ہیں **انک میت و انھم میتو ن** جو کہ مسلم ہے پھر اسی حیات روحانی میں درجات انبیاء علیھم السلام کی حیات قوی تر ہے اس کے بعد شہداء پھر جملہ مئومنین ومئومنات کی درجہ بدرجہ اور نصوص صرف انبیاء علیھم السلام اور شہداء کی حیات میں وارد ہیں (فتاوی دارالعلوم دیوبند ص ۶۷۴ جلد ۵)

اورمزید لکھتے ہیں

ایک اور سوال کے جواب ہیں۔انبیاء کرام علیھم الصلوۃ والسلام کی حیات شہداء کی حیات سے بھی اقوی اوراتم ہے اور مراداس حیات سے حیات دنیوی ظاہری نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے **انک میت و انھم میتو ن** لہذا احکام اموات ظاھریہ سب پر جاری ہوتے ہیں (فتاوی دارالعلوم ص ۳۹۷ جلد ۵

(۲) اور مفتی اعظم ھند مولانا کفایت اللہؒ لکھتے ہیں ایک سوال کے جواب میں انبیاء کرام صلوات اللہ علیھم اجمعین اپنی قبور میں زندہ ہیں مگر ان کی زندگی دنیاوی زندگی نہیں ہے۔بلکہ برزخی اور تمام دوسرے لوگوں کی زندگی سے ممتاز ہے۔اس طرح شہداء کی زندگی بھی برزخی ہے اور انبیاء کی زندگی سے نیچے درجے کی ہے دنیا کے اعتبار سے تو وہ سب اموات میں داخل ہیں۔**انک میت و انھم میتو ن** اسکی صریح دلیل ہے۔

(محمد کفایت اللہ کان اللہ (کفایت المفتی ص ۶۸ ج ۱) (کتاب العقائد)

مزید لکھتے ہیں ایک اور سوال کے جواب میں

حضور ﷺ نے اپنی عمر پوری کر کے وفات پائی اور آپ کی وفات کو موت سے تعبیر کرنا صحیح ہے قرآن مجید میں ہے **افان ما ت او قتل** اور **انک میت وانھم میتو ن الخ** اللہ کے نور سے پیدا ہونے کا مطلب تو کسی کے نزدیک بھی صحیح نہیں کہ آپ کی بشریت مع اپنے لوازم جسمانیت وغیرہ کے نور سے پیدا ہوئی تھی اور نہ آپ کی حیات کا یہ مطلب ہے کہ آپ پر موت طبعی وارد نہیں ہوئی۔ اور جیسے آپ زندہ تھے اسی طرح اب بھی زندہ ہیں، کہ یہ بات صریح البطلان ہے۔ (واللہ اعلم) (کفایت المفتی ص ۴۰۵ ج ۷)

اور آگے مزید لکھتے ہیں ایک اور سوال کے جواب میں

ہاں انبیاء علیھم السلام کو حضرت حق تعالی نے ایک مخصوص اور ممتاز حیات عطا فرمائی ہے شہداء کی حیات سے ممتاز ہے۔ اور شہداء کو ایک حیات عطا فرمائی ہے۔ جو اولیاء کی حیات سے ممتاز ہے مگر یہ زندگیاں دنیا کی زندگی سے علیحدہ ہیں کیونکہ دنیا کی زندگی کے لوازم ان میں پائے نہیں جاتے۔ (کفایت المفتی ص ۷۷ ج ۱)

(۳) حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں۔ حضور ﷺ کی قبر مبارک کیلئے بہت کچھ شرف حاصل ہے کیونکہ جسم اطہر اسکے اندر موجود ہے بلکہ حضور ﷺ خود یعنی مع تلبس الروح اسکے اندر تشریف رکھتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔ (اشرف الجوب ص ۲۳۸) اور آگے لکھتے ہیں ۔۔۔۔ مگر یہ یاد رہے کہ اس حیات سے مراد ناسوتی نہیں ہے وہ دوسری قسم کی حیات ہے جس کو حیات برزخیہ کہتے ہیں باقی یہ کہ حیات برزخیہ تو سب کو حاصل ہے پھر اسمیں نبی کی کیا تخصیص ہے۔ پھر آگے چل کر لکھتے ہیں ۔۔ تیسرا درجہ جو سب سے قوی ہے وہ انبیاء علیھم السلام کی حیات برزخیہ کا ہے کہ وہ شہید کی حیات سے بھی زیادہ قوی ہوتی ہے۔ اور آگے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں ۔۔۔ بہر حال یہ باتفاق امت سے ثابت ہے کہ انبیاء کرام علیھم السلام قبر میں

زندہ رہتے ہیں اور خاص ہمارے حضور ﷺ کے بارے میں تو مخالفین بھی حیات کے معتقد ہیں۔ ان کو بھی حضور ﷺ کی حیات کا اقرار ہے۔ چنانچہ ایک واقعہ سے ان کا اقرار معلوم ہوتا ہے۔ (آگے واقعہ لکھا اور آخر میں لکھا)۔ کہ مخالفین کو بھی جسم اطہر کے صحیح وسالم ہونیکا ایسا پختہ اعتقاد ہے کہ کئی سو برس کے بعد بھی اس کے نکالنے کی کوشش کی اگر ان کو جسم اطہر کے محفوظ ہونیکا یقین نہ ہوتا تو وہ سرنگ کیوں لگاتے۔ محض وہم وشبہ پر اتنا بڑا خطرہ کا کام کوئی نہیں کرتا وہ لوگ اہل کتاب ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ نبی کے جسم کو زمین نہیں کھا سکتی وہ خوب جانتے ہیں کہ حضور نبی برحق تھے ۔۔۔۔ مگر بوجہ عناد کے اقرار نہیں کرتے۔ غرض کہ حضور ﷺ کا جسم اطہر موافقین ومخالفین سب کے نزدیک بالاتفاق محفوظ ہے۔ (الحبور ص۱۴) (اشرف الجواب ص ۲۳۸ تا ۲۴۱)

(۴) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ صاحب ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے (۱) احیاء انبیاءؑ میں ایک خاص نوع کی حیات ہے۔ (۲) ظاہر ہے کہ حیاۃ تو روح کے تعلق سے ہوتی ہے بغیر تعلق روح کے حیات کا کیا مطلب؟ (معارف شیخ ص ۳۹ ج۱)

(۵) شیخ المحدثین حضرت مولانا عبدالرحمٰن کیمبلپوریؒ والد محترم قاری سعید الرحمٰن صاحب فرماتے ہیں۔ اس لئے جزوی اور فروعی مسائل میں جو مدار نجات نہیں ہیں ان میں آپ تشدد اسلام کیلئے نقصان دہ سمجھتے۔

مسئلہ حیات النبی ﷺ پر ایک صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ نبوت اور حیات لازم ملزوم ہیں۔ جس طرح حکومت اور حیات میں لزوم ہے۔ جب تک بادشاہ زندہ ہے بادشاہ ہے۔ مرنے کے بعد اس کی بادشاہی ختم۔ گویا حضور ﷺ کی نبوت کو تسلیم کرنے کیلئے آپ کی حیات ماننی پڑے گی اور منکر حیات منکر نبوت ہوگا اور منکر نبوت منکر توحید ہے۔ الی آخرہ۔ حضرت مولانا نے اس قسم کے غلو اور غلط طرز استدلال پر افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ نہ معلوم ان مسائل میں جو مدار نجات نہیں ہیں کیوں اتنا غلو اور تشدد کیا جاتا ہے خواہ مخواہ اختلاف کی خلیج وسیع کی جارہی ہے۔

" (تجلیات رحمانی ص۴۸۲)

(۶) مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں۔ **باب التضحیت عن المیت** کے عنوان کے

تحت **و معنی التضحیت عن المیت اھداء الثواب له** الخ۔۔

ترجمہ:۔اور معنی میت کی طرف سے قربانی کا یہ ہے کہ اسکو ثواب کا ھدیہ کرنا۔پس اگر تو کہے کہ بیشک نبی ﷺ زندہ ہیں اپنی قبر میں پس یہ قربانی زندہ کی طرف سے ہوئی نہ کہ میت کیطرف سے ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں پس یہ حیات دوسری ہے نہ کہ حیاۃ دنیوی کی جنس سے پس وہ میت ہیں باعتبار اس دنیوی حیاۃ کے زندہ ہیں باعتبار حیاۃ برزخیہ کے جو کہ مغائر ہے اس حیاۃ کے۔اور امام ابوداؤد نے باب قائم کیا ہے قربانی عن المیت کے عنوان سے اور دلیل پکڑی اس حدیث سے۔

(اعلاء السنن ص ۲۶۸)

(۷) : شیخ التفسیر والحدیث حضرت قاضی شمس الدینؒ لکھتے ہیں کہ ہم سماع عند قبر النبی ﷺ کے جواز کے قائل ہی نہیں بلکہ اسے اقرب الی اجابت سمجھتے ہیں جسے حضرت گنگوہیؒ نے لکھا ہے۔لیکن یہ سماع روحانی ہے۔ جیسا حضرت مدنیؒ نے لکھا ہے۔(مسالک العلماء صفحہ ۲۴۷)

حضرت شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ نے روحانی سماع لکھا ہے جیسا کہ

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ص ۲۵۴)

(۸) شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کی تفسیر جواہر القرآن میں معاون خصوصی مولانا سجاد بخاریؒ لکھتے ہیں کہ اور اگر بالفرض اس حدیث کو صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو قبر کے نزدیک صلاۃ وسلام کے سماع سے وہی سماع مراد ہے جسے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ روحانی سماع سے تعبیر فرماتے ہیں۔اور علامہ ابن قیمؒ جسکی اسطرح توجیہ کرتے ہیں کہ آنحضرت کی روح طیبہ کو اعلی علیین میں رہتے ہوئے قبر مبارک پر اشراف اور اس سے تعلق ہوتا ہے جسکی وجہ سے وہ زائر کا سلام سنتی اور اسکا جواب دیتی ہے۔ترمذی صاحب کے اپنی کتاب کے (۱۳۲ اور ۱۳۳) پر امام ابن تیمیہؒ علامہ ملا علی قاری شیخ عبدالحق دہلویؒ علامہ قطب الدین دہلویؒ اور علامہ طحاویؒ کی جو عبارتیں نقل کی ہیں انکا بھی یہی محمل ہوسکتا ہے کہ قبر پر صلوۃ وسلام پیش کرنیوالوں کا سلام آپ بلا واسطہ ملائکہ روحانی طور پر سماعت فرماتے ہیں اور دور سے سلام بھیجنے والوں کا سلام فرشتوں کے

ذریعے پہنچایا جاتا ہے۔ (ص ۲۴۲، ص ۲۳۵، ص ۱۹۲، ص ۲۱۳) پر موجود ہے۔ (اقامۃ البرھان)

تفسیر جواہر القرآن میں تعلق کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص غیر معلوم الکیفیت تعلق کا اثبات کرتا ہے تو وہ قابل ملامت نہیں کیونکہ متقدمین میں ایک کثیر تعداد اسکی قائل ہے لیکن اس تعلق کے باوجود انکے مدفون فی القبور ابدان میں کسی قسم کی حرکت یا جنبش پیدا نہیں ہوتی (تفسیر جواہر القرآن جلد اول ص ۱۹۴)

(۹) اور حافظ القرآن والحدیث مولانا عبداللہ درخواستیؒ فرماتے ہیں صلوۃ وسلام اونچی آواز سے نہ پڑھے بلکہ نہایت ہی دھیمی آواز میں پڑھے اور دل میں یہ دھیان رکھے کہ میرے آقا میرا سلام سن رہے ہیں اور مجھے جواب مرحمت فرما رہے ہیں اور خوب جی بھر کر اپنے لیئے اور اپنے اھل خانہ اور پورے عالم اسلام کیلئے اللہ تعالی سے دعائیں مانگے۔ یقیناً ایسی پاکیزہ مقدس جگہوں پر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ (حافظ الحدیث نمبر ص ۵۰)

اور آگے اسی کتاب میں ہے۔

اسی طرح ایک شخص نے میری موجودگی میں حضرت درخواستیؒ سے دریافت کیا مسجد الحرام کو سعودی انتظامیہ ساری رات کھلا رکھتی ہے لیکن مسجد نبوی ﷺ نصف شب کے بعد بند کر دی جاتی ہے یہ تفاوت کیوں ہے؟ حضرت حافظ الحدیث مولانا درخواستیؒ نے جواب میں فرمایا کہ مکہ معظمہ کی مسجد الحرام میں اللہ تعالی کا علامتی گھر بیت اللہ شریف ہے اور اللہ تعالی کی ذات اقدس کو **لا تا خذہ سنۃ ولا نوم** الخ اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند اسلیئے مسجد الحرام ساری رات کھلی رکھی جاتی ہے اور مدینہ منورہ کی مسجد نبوی ﷺ حجرہ نبوی ﷺ سے ملحق ہے چونکہ حضور سید المرسلین و خاتم الانبیاء ﷺ کی آخری آرام گاہ اور آپ کا مسکن ہے آپ کو آرام واستراحت کی بھی ضرورت ہے اس لئے مسجد نبوی ﷺ رات کے کچھ حصے میں تہجد تک کیلئے بند کر دی جاتی ہے حضرت درخواستیؒ کے اس مدلل جواب سے سائل کی بھی تسلسل ہوگئی اور آپ نے حضور ﷺ کی برزخی حیات النبی ﷺ کا مسئلہ بھی حل فرما دیا (حافظ الحدیث [illegible])

(۱۰) شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب مدظلہ لکھتے ہیں۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ قبر میں مردہ کو مطلق اور کامل حیات حاصل نہیں ہوتی جیسی حیات موت سے پہلے اس کو حاصل ہوتی ہے جس سے عذاب وکلفت کا احساس ہو سکے یہی وجہ ہے کہ ہم نہ تو اس حیات کا احساس کر سکتے ہیں اور نہ اس کی پوری حقیقت کا ادراک کر سکتے ہیں۔ علامہ سید محمود آلوسی مفتی بغداد الحنفیؒ (المتوفی ۱۲۷۰ھجری) اپنی بے نظیر تفسیر میں شہداء کی حیات پر بحث کرتے ہوئے یہ بھی ارقام فرماتے ہیں کہ ۔۔۔ (ترجمہ) اور اس حیات کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے اور بلاشبہ بہت سے سلف صالحین اس طرف گئے ہیں کہ حیات حقیقیہ ہے جو روح اور جسم دونوں کے ساتھ ہوتی ہے لیکن ہم اس دور اور حالت میں اس کا ادراک نہیں کر سکتے)۔۔۔ مطلب واضح ہے کہ قبر کی زندگی اگر مطلق اور کامل زندگی ہوتی جس طرح دنیا میں ہوتی ہے تو اس کا ادراک تو ہر شخص کر سکتا ہے مگر چونکہ وہ حیات اس معہود حیات سے متفاوت ہے اور ایک گونہ اور نوع من الحیوۃ ہے

(تسکین الصدور ص ۵۷)

آگے لکھتے ہیں ص ۱۳۸ پر اور ہم باحوالہ پہلے علامہ سبکیؒ کی معہود عبارت نقل کر چکے ہیں جس میں اس کا بھی ذکر ہے کہ اگر چہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی قبر میں زندگی دنیوی ہے لیکن دنیوی زندگی کے لوازمات اسلیئے ضروری نہیں ہیں کہ زندگی کھانے پینے اور ایسے ہی دیگر حاجات کو مستلزم ہو بلکہ ان امور میں وہ الگ اور جدا حکم رکھتی ہے ہاں ادراک وشعور اور علم وغیرہ میں وہ دنیوی زندگی کی طرح بالفاظ دیگر ان کے ارواح طیبہ کا تعلق ان کے ابدان دنیویہ سے ہے اور دنیا کی زندگی کی طرح ادراک وشعور اور علم انکو حاصل ہے لیکن اگر کوئی دوسرا شخص اس زندگی کو دیکھنا چاہئے تو اس کیلیئے وہ بالکل محسوس نہیں ہو سکتی اور اس کو حضرات انبیاءؑ کے اجسام مبارکہ ساکن ہی نظر آئیں گے کیونکہ دوسروں کے حق میں وہ غیر محسوس ہے اور اس لحاظ سے وہ دنیوی نہیں اور نہ دنیوی زندگی سے مشابہ ہے بلکہ اس معنی میں وہ برزخی اور اخروی ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ **لانہ بعد موتہ وان کان حیا فھی حیاۃ اخرویۃ لاتشبہ حیوۃ**

الدنیا الخ (فتح الباری ص ۳۶ ج ۴) کیونکہ آپ وفات کے بعد اگر چہ زندہ ہیں لیکن یہ دوسری قسم کی حیات ہے وہ دنیا کی حیات کی طرح نہیں ہے اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ !
وھذہ الحیاۃ لیست دنیویۃ انما ھی اخرویۃ الخ (فتح الباری ص ۲۰۱۳ ج ۲) اور یہ زندگی دنیوی نہیں بلکہ اخروی ہے آگے ص ۱۴۰ پر لکھا۔۔۔اور پھر آگے لکھتے ہیں کہ:۔پس اگر فرض کیا جائے کہ حضرات انبیاءؑ میں سے کسی نبی کی قبر کھل گئی تو لوگ ان کو اسی طرح (بے حس وحرکت) دیکھیں گے جس طرح کہ عام دوسرے مردوں کو دیکھتے میں جن کو زمین نہیں کھاجاتی (روح المعانی ص ۳۸ ج ۲۲) ۔۔۔۔یعنی اجسام مبارکہ کے صحیح وسالم ہونے اور باوجود قبر میں ان کی حیات کے لوگ اس حیات کو محسوس نہیں کرتے سکتے اور نہ ظاھری طور پر ان کو اس کے کچھ اثر نظر آسکتے ہیں اور امام سیوطی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ وہ حضرات انبیاءؑ کے قبروں سے باہر نکل کردینا میں پھرنے اور تصرف کے قائل ہیں
(اگر چہ امام سیوطیؒ نے اجسام کے ساتھ چلنے پھرنے کا ذکر نہیں کیا ممکن ہے کہ ان کے نزدیک مثالی اجسام یا ارواح کے ساتھ اسکی سیر ہوتی ہو بشرطیکہ کسی معقول اور قطعی دلیل۔سے یہ ثابت ہوجائے لیکن اس سے ھر جگہ حاضر وناظر کا شبہ نہ کیا جائے کیونکہ اگر کسی ایک جگہ روح یا جسم مثالی حاضر ہو تو دیگر مقامات میں تو وہ نہیں ہوگا اور کسی ایک جگہ میں حاضر ہونے سے ہر جگہ حاضر ہونا لازم نہیں آتا۔

مزید لکھتے ہیں اس کتاب کے ص ۱۵۰ پر۔۔۔۔۔۔حضرت نانوتویؒ اور حضرت تھانویؒ کی اس تصریح کے پیش نظر حضرات علمائے دیوبند جہاں آنحضرت ﷺ کی حیات جسمانی یا حیات دنیوی کا لفظ بولیں گے تو اس سے یہی مراد ہوگی کہ آپ کی روح کا بدن دنیا سے تعلق ہے نہ یہ کہ تمام احکامات میں حیات دنیوی ہے اور اسی طرح علامہ سمہودیؒ اور امام سبکیؒ کی عبارت میں یہ بھی گزر چکا ہے کہ کھانے اور پینے وغیرہ تمام امور میں وہ حیات دنیوی نہیں بلکہ علم وشعور اور ادراک وسماع میں وہ دنیوی ہے (کمامر) حالانکہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ آسمانوں میں فرشتے اور ارواح

انبیاءؑ وغیرہ بھی موجود ہیں (خزائن السنن ص ۳۷۳ ج ۱ ۔ ص ۱۲۳ حصہ ۲)

اجماع سے یہ بات ثابت ہے کہ آسمانوں میں فرشتے اور ارواح حضرات انبیاءؑ اور حضرت عیسیٰؑ جسد عنصری کے ساتھ بلکہ دیگر تمام مؤمنوں کی روحیں آسمانوں پر موجود ہیں (احسن الکلام ص ۱۸، ۱۹ ج ۲)

(۱۱) مولانا عبدالرحمٰن صاحب استاذ حدیث وتفسیر ناظم مجلس علمیہ حیدر آباد دکن **قیل ادخل الجنة** الخ (**یس**) کے تحت لکھتے ہیں۔ ہے آیت بھی ان آیات میں سے ایک ہے جن سے حیات برزخیہ کا واضح ثبوت ملتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد سے قیامت تک کا زمانہ "خالص عدم یا کامل نیستی کا زمانہ نہیں ہے بلکہ اس محدود زمانہ میں جسم کے بغیر روح زندہ رہتی ہے کلام کرتی ہے اور کلام سنتی ہے (ہدایت کے چراغ یعنی سیرت انبیاء کرامؑ ص ۱۷۳، ۱۷۴ ج ۲)

(۱۲) بندہ کے خیال میں اس مسئلہ کو جانبین نے اہمیت دیکر اتنا غلو کیا ہے کہ حدود سے بہت تجاوز کر گئے ہے مسئلہ کی ایسی اہمیت نہ تھی کہ اس پر اختلاف اور افتراق تک نوبت آئے اور اگر کچھ اختلاف کرنا ہی تھا تو صرف علماء تک محدود رکھنا ضروری تھا ہزاروں مسائل میں علماء کا اختلاف انظار ہے مگر ایسے مسائل کو عام سطح پر لا کر آئمۃ المومنین کے اذہان کو مشوش کرنا مناظروں کے چیلنج دینا ایک دوسرے کے خلاف اشتہار بازی اور پمفلٹ شائع کرنا اور اس موضوع پر جلسے قائم کر کے امت کے شیرازہ کو اسطرح منتشر کرنا کوئی جواز نہیں رکھتا۔ علماء کا افتراق لازمی طور پر اس پر منتج ہوتا ہے کہ عوام علماء دین سے متنفر ہو کر دین کی رہی سہی رغبت اور محبت سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ ان حالات کے پیش نظر اس مسئلہ پر قلم اٹھانے پر نہ عقل آمادہ ہے نہ طبعیت مطلق حیات بنص قرآن ثابت ہے بس اس اجمال پر ایمان رکھنا فرض ہے اسکی تفصیل نہ منصوص ہے نہ اس پر ایمان رکھنا ضروری اور نہ ہی اسکی تحقیق وتدقیق کے ہم مکلف ہیں۔ مجھے تو خطرہ ہے کہ اسکی تحقیق میں پڑنا گستاخی نہ ہو ورنہ کم از کم غیر ضروری امر میں اوقات وقوی کی تضیع کے وبال سے تو خالی نہیں۔

(مفتی رشید احمد صاحبؒ ۔۔۔ احسن الفتاوی ص ۱۹۳ اور ۱۹۲ جلد ۴)

سماع موتیٰ کے متعلق اکابر کی چند عبارات بطور نمونہ

(۱) مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔ یہ (سماع موتی کا) مسئلہ عہد صحابہ رضی اللہ عنھم سے مختلف فیہا ہے۔ اس کا فیصلہ کوئی نہیں کرسکتا۔

مزید تحریر فرماتے ہیں۔۔۔ اموات کے سننے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک سنتی ہیں بعض کے نزدیک نہیں سنتیں۔ (فتاوی رشیدیہ ص۲۲۲)

(۲) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ فرماتے ہیں چونکہ مشائخ دیوبند وسھارنپور جسطرح محدثین اور فقہاء ہیں اسی طرح صوفیاء بھی ہیں اس لئے انہیں ہر طرح کی نباہنی ہے لہذا ان کی رائے یہ کہ ہر وقت تو نہیں سنتے ہاں جب اللہ تعالی سنانا چاہے تو سن لیتے ہیں اور دلیل یہ کہ آیت شریفہ **انک لا تسمع الموتی** میں اسماع کی نفی ہے۔ سماع کی نہیں۔ (تقریر بخاری شریف ص۳۷ ج۴)

(۳) حضرت تھانویؒ التکشف میں سماع موتی کے مسئلہ پر کلام فرمانے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ البتہ عوام کا سا اعتقاد اثبات کہ اسکو حاضر ناظر متصرف مستقل فی الامور سمجھتے ہیں یہ صریح ضلالت ہے اگر اسکی اصلاح بدون انکار سماع کے نہ ہوسکے تو انکار سماع واجب ہے۔

(اشرف التوضیح تقریر اردو مشکوۃ المصابیح ص۲۷۰ ج۱)

(ازافادات شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صاحبؒ)

جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سند تفسیر القرآن الحکیم

قائم شدہ ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء

جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو اٹک

امام الہند شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۷۶ھ

الشاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۳۹ھ

الشیخ الشاہ محمد اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۶۲ھ

الشیخ الشاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۹۶ھ

الشیخ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ المتوفی ۱۳۲۳ھ

الشیخ مظہر نانوتویؒ المتوفی ۱۳۰۲ھ

شیخ الہند مولانا محمود حسن الدیوبندیؒ المتوفی ۱۳۳۹

شیخ المفسرین مولانا حسین علیؒ المتوفی ۱۳۶۳ھ

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان المتوفی ۱۴۰۰ھ

شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ المتوفی ۱۳۸۱ھ

حافظ القرآن والحدیث مولانا عبد اللہ درخواستی المتوفی ۱۴۱۵ھ

مولانا حکیم محمد جانؒ سموں والے المتوفی ۱۳۹۹ھ

الشیخ عبد الغنی سواتیؒ المتوفی ۱۳۹۹ھ

حاجی محمد افسر خانؒ
ناظرہ رجال القرآن

شیخ الحدیث مولانا محمد صابرؒ المتوفی ۱۴۲۲ھ
بانی و مہتمم
جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو

شیخ الحدیث مولانا محمد امتیاز صاحب

مولانا عبد السلام، خادم جامعہ ھذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قائم شدہ ۱۳۹۱ / ۱۹۷۱

سند حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو ، اٹک

امام الہند شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۷۶ھ

↑

الشاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۳۹ھ

↑

الشیخ الشاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۶۲ھ

↑

الشیخ الشاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۹۶ھ

↑

مولانا محمد قاسم نانوتوی رح المتوفی ۱۲۹۷ھ — الشیخ مظہر نانوتوی رح المتوفی ۱۳۰۲ھ

↑

شیخ الہند مولانا محمود حسن الدیوبندی المتوفی ۱۳۳۹ھ — الشیخ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی المتوفی ۱۳۴۶ھ

↑

الشیخ مولانا حسین احمد مدنی رح المتوفی ۱۳۷۷ھ — الشیخ العلامہ محمد انور شاہ الکشمیری رح

↑

الشیخ مولانا عبید اللہ اشرفی مدظلہ — الحافظ محمد اسماعیل عن ابیہ

↑

شیخ المحدثین مولانا رسول خان رح المتوفی ۱۳۹۱ھ (ترمذی ، مسلم) — شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی رح جامعہ اشرفیہ لاہور (بخاری) المتوفی ۱۳۹۵ھ

مفتی جمیل احمد تھانوی رح المتوفی ۱۴۱۵ھ (طحاوی ، نسائی)

الشیخ مولانا عبد القدیر رح (مشکوٰۃ)

↑

شیخ الحدیث مولانا محمد صابر رح بانی ومہتمم جامعہ ہذا المتوفی ۱۴۲۲ھ

مولانا عبد السلام خادم جامعہ ہذا

شیخ الحدیث [illegible] (مد ظلہ) [illegible]

ملنے کا پتے

(۱) مرکزی مسجد لالہ رخ واہ کینٹ۔ (۲) جامعہ تعلیم الاسلام کاملپور موسیٰ ضلع اٹک۔

(۳) جامعہ اسلامیہ کشمیری روڈ صدر راولپنڈی۔ (۴) جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو ضلع اٹک

(۵) جامعہ قاسمیہ انوار القرآن نرتوپہ حضرو اٹک۔ (۶) دارالعلوم معارف القرآن حسن ابدال۔

(۷) جامعہ صدیقیہ واہ کینٹ۔ (۸) مدرسہ تحفیظ القرآن ملہو۔ ضلع اٹک۔

(۹) جامعہ جواہر العلوم برہ زئی ضلع اٹک۔ (۱۰) جامعہ اظہار العلوم غور غشتی

(۱۱) جامعہ مسجد حنفیہ جدید قبرستان ڈھوک الٰہی بخش راولپنڈی

(۱۲) جامع مسجد الکوثر ۳ ایف واہ کینٹ

(۱۳) مدرسہ عثمانیہ تعلیم القرآن خنگوانی (۱۴) مدرسہ عثمانیہ تعلیم القرآن کامل پور موسیٰ

(۱۵) مدرسہ خدام الدین سلیم خان حضرو (۱۶) مدرسہ تعلیم القرآن لائق علی چوک واہ کینٹ

(۱۷) مدرسہ فاروقیہ احمد نگر جی ٹی روڈ واہ کینٹ (۱۸) مسجد فاروق اعظمؓ چائنا روڈ ٹیکسلا

(۱۹) جامع مسجد گڑھی افغاناں تحصیل ٹیکسلا